

بسم الله الرحمن الرحيم

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

آگاہ رہو کہ بیشک اولیاء اللہ پر کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں

الحمد لله رب العالمین

سرمہ عقیدت

یعنی مختصر تذکرہ آقائے بھونگیر ولی روشن ضمیر حضرت جمال البحر قادری قدس سرہ

مصنف

قبلہ محترم مولوی محمد ضیاء اللہ صاحب نرخی انصاری مرحوم و مغفور

باہتمام

قبلہ گاہی مولوی محمد انوار اللہ فریس انصاری پسر مصنف مرحوم

بعد رحلت پسر مصنف مرحوم

باہتمام

نبیرہ مصنف محمد ثناء اللہ وصفی انصاری عفا اللہ

کرسپانڈنٹ ادارہ تعلیم القرآن ملک پیٹ

(ماحقہ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد)

سیکشن آفیسر آندھرا پردیش ہائی کورٹ حیدرآباد۔ اے پی

بسم الله الرحمن الرحيم
ایاک نعبد وایاک نستعین

روایت ہے کہ حضرت سید شاہ جمال الدین المخاطب سید شاہ جمال البحر قادری المعروف جمال بہار قدس سرہ العزیز جن کا مزار پُر انوار قصبہ بھونگیر میں واقع ہے۔ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی چھٹی پشت میں پوتے ہوتے ہیں۔

سن ولادت

ایک روایت کے مطابق ۸۷۳ء اور ایک روایت کے مطابق ۸۷۸ء میں بمقام بغداد شریف آپ کی ولادت باسعادت عمل میں آئی۔
نسبت

آپ سلسلہ قادریہ سے نسبت رکھتے ہیں۔ بعض حضرت ممدوح کو چشتی بتاتے ہیں۔ ممکن ہے یہ بھی صحیح ہو لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ قادریہ رنگ آپ ہر بہت غالب تھا۔

برادران طریقت

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی آٹھویں پشت کے پوتے حضرت سید شاہ جلال الدین المخاطب بہ جلال البحر قادری معشوق ربانی ثانی قدس سرہ جن کا

۱۔ آپ جو جمال بہار سے مشہور ہیں اس کی تاویل یوں بیان کی جاتی ہے کہ آپ مقام بہار کے رہنے والے تھے لیکن یہ مستند نہیں ہے اور نہ کسی تاریخ یا مکتوبات میں اس کا مواد ہے بلکہ یہ اسم گرامی غلط العام ہے۔

مزار مقدس موضع عرس تعلقہ ورنگل میں واقع ہے اور حضرت سید حسین بغدادی المخاطب بہ جمال البرقدس سرہ جن کا گنبد مبارک لنگر حوض قلعہ گولکنڈہ کے قریب واقع ہے یہ ہر دو اصحاب آپ کے ساتھی اور برادران طریقت ہیں۔

حضرت جمال البحر، حضرت جلال البحر معشوق ربانی ثانی اور حضرت جمال البر ہر سہ اولیاء (برادران طریقت) قبل دور قطب شاہی بغداد شریف سے مامور ہو کر سرزمین دکن کو اپنے قدم فیض لزوم سے منور فرمائے۔

بھونگیر کو تشریف آوری

مروی ہے کہ حضرت جمال البحر رحمۃ اللہ علیہ بعد عزل حکومت رائے پرتاب (جو ورنگل کا راجہ تھا)۔

۸۹۸ء میں بھونگیر تشریف لائے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف (۱۶) سال بہ روایت دیگر (۲۱) سال تھی۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی تشریف آوری کا ایک انوکھا انداز تھا وہ یہ کہ آپ جب فیض بخش بھونگیر ہوئے تو سر کے بل تشریف لائے۔ آپ کے آمد کی خبر پاتے ہی اولاً قاضی ابراہیم صاحب جو اس وقت منصب قضاء ت بھونگیر پر فائز تھے حضرت کے استقبال کو آگے بڑھے اور بصدا دہ و احترام آپ کو اپنے گھر لے آئے۔ حضرت ممدوح نے قاضی صاحب موصوف کی التجا پر ان کے گھر قیام فرمایا اور قاضی

۱۔ ۱۱۰۰ء سے پہلے ہی تلنگانہ پر کاکتہ خاندان حکمران تھا جس کا پایہ تخت ورنگل تھا جس کا ایک حکمران پرتاپا تھا ورنگل کو الگ خاں (محمد تعلق) نے فتح کیا۔ (سب رس مرقع دکن صفحہ ۲۵ فریس)۔

۲۔ حال متولی مولوی قاضی فضل علی صاحب کے جد اعلیٰ

۳۔ قلعہ بھونگیر کے جنوب رویہ دامن میں اس وقت قاضی گوڑہ کے نام سے جو زمین مشہور ہے اسی زمین پر قاضی ابراہیم صاحب کا مکان تھا جہاں حضرت نے اولاً قیام فرمایا۔ چنانچہ مکان کی کچھ علامتیں اور ایک مسجد بے چراغ اور چند قبور اب تک موجود ہیں جو آثار قدیمہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

صاحب شبانہ روز عقیدت و تعظیم کے ساتھ آپ کی خدمت بجالاتے رہے۔
ایک دفعہ قاضی صاحب نے بکمال ادب حضرت سے سر کے بل تشریف لانے کی وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا کہ اس سرزمین میں بہت سے اولیاء اللہ مدفون ہیں اس لئے ان کا ادب ملحوظ تھا۔

انتخاب مقام سکونت

کچھ دنوں بعد حضرت جمال البحر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قیام کے لئے دوسرا مقام منتخب فرمایا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں اس وقت حال متولی درگاہ مولوی قاضی فضل علی صاحب صدیقی کا مکان ہے۔

قاضی ابراہیم صاحب قاضی وقت نے حضرت کے پسندیدہ مقام پر مکان تعمیر کروایا اور مکان کے مشرقی جانب ایک خانہ باغ بھی تیار کرا کے حضرت کے ساتھ خود بھی تبدیل مقام فرمائے اور دست مبارک پر بیعت کر کے آٹھوں پہر حضرت کی خدمت میں رہنے لگے۔ اس تعمیر کردہ مکان کا ایک حجرہ اپنی عبادت و ریاضت کیلئے انتخاب فرما کر حضرت ذکر و اشغال اور یاد الہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حال قاضی صاحب کے موجودہ مکان کے دیوان خانے میں دالان کے بائیں جانب جو حجرہ ہے یہی حضرت کے حجرہ شریف کا مقام ہے۔ جو سابق میں کسی اور طرز کا تھا اب تک حسب روایات قدیم احتراماً یہ حجرہ کسی کی سکونت کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ صندل شریف کا متعلقہ سامان اُسی حجرہ میں تاحال محفوظ کیا جاتا ہے اور اسی مقام سے صندل برآمد کیا جاتا ہے۔

دیگر حالات و کیفیات

حضرت کے بے پایاں فیوض و برکات اور بکثرت کرامات و تصرفات حد درجہ عبادت و ریاضت لاثانی زہد و تقویٰ بے پناہ علمیت و قابلیت کے باعث مسلمانان بھونگیر آپ کے معتقد اور آپ کے گرویدہ رہا کرتے تھے۔ نہ صرف مسلمانان بھونگیر ہی پروانہ وار آپ پر نثار رہتے بلکہ دُور دور سے لوگ آتے اور شمع جمالِ پرانوار سے اپنے قلوب کو منور کیا کرتے تھے۔ اکثر اہل خدمات شرعیہ کی جو بصد عقیدت بغرض مشورہ آیا کرتے تھے آپ کے پاس محفل جمی رہتی تھی۔ یعنی اہل خدمات شرعیہ آپ سے درس حاصل کرتے اور آپ کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوتے تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اہل خدمات شرعیہ آپ کے منتخبہ حضرات ہوتے تھے۔ آپ جب فیض بخش بھونگیر ہوئے تو اکثر ساکنان بھونگیر کفر و ضلالت اور گمراہی و الحاد کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے مگر آپ کا تبلیغی درس و تدریس مصلحانہ پند و نصائح، عالمانہ مواعظِ حسنہ اور آپ کے کریمانہ اخلاق، حقیقت افروز احوال پاکیزہ اعمال سے اکثر لوگ متاثر ہو کر مشرف بہ سلام ہوئے اور حلقہ ارادت میں شامل ہو کر ایسے فیضیاب ہوئے کہ حقیقی معنوں میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے آئینہ دار بنے۔ رفتہ رفتہ گمراہی کا اندھیرا چھٹتا گیا اور اس کی وجہ اسلام، حق و صداقت کی روشنی پھیلتی گئی اور جمالِ جمالِ البحر کی تابانیاں جہاں آرا ہوتی گئیں۔

آپ اپنے نفس پر اس قدر قادر تھے کہ آپ کو انہماک ذکر و اذکار کے باعث نکاح کا خیال تک نہ آیا۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کسی خاتون سے تکلم تک کرنے سے آپ کو احتراز تھا البتہ ایک کمسن اور نابالغ لڑکی آپ کی خدمت اکل و شرب میں رہتی تھی۔ یہی سبب ہے کہ آج تک بھی مراسم عرس کی انجام دہی میں پرہیزگار مردوں کا ہی تعلق رہا کرتا ہے۔ اور درگاہ شریف کی جالی مبارک کے اندر عورتوں کو جانے کی ممانعت ہے۔

بموجب فرمانِ قطب شاہی حضرت قبلہ کے خادموں کو ہر شخص کے حوصلے اور عہدے کے لحاظ سے یومیہ وغیرہ عطا ہوئے ہیں۔ چنانچہ اُس زمانے سے اب تک حسب اسناد عطیہ سرکار نسلاً بعد نسل معاش بحال و جاری ہے۔

انتخاب مقام تدفین

کچھ زیادہ بعد حضرت نے اپنے مقام تدفین کا انتخاب فرمایا اُسی منتخبہ مقام پر اب حضرت کا مزار قدس ہے۔

حضرت نے اپنے کمال تصرفِ روحانی سے غیر اسلامی آثار کو رام کنڈن کی پہاڑی پر منتقل فرمادیا گو اس تصرف سے سارے پجاری عاجز آ کر حضرت کے مقابلہ سے باز رہے لیکن اسلام کی دولت مقدر میں نہ تھی اس لئے اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہے۔ لیکن دیگر متعدد اشخاص مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اپنے مقام تدفین کے انتخاب کے بعد حضرت جمال البحرؒ نے قاضی ابراہیم صاحب کو خلافت سرفراز فرما کر تولیت پر مامور فرمایا۔ اس لئے تا ایں دم قاضی صاحب موصوف کے خاندان میں تولیت چلی آرہی ہے۔

وفات

مروی ہے کہ مقام تدفین کا انتخاب فرمانے کے کچھ دنوں بعد قاضی ابراہیم صاحب اپنے کسی کام سے بیدر گئے ہوئے تھے۔ آپ بیدر میں ہی تھے کہ حضرت کا پیمانہ حیات لبریز ہو چکا جس سے آگاہی پر حضرت نے بروز چہار شنبہ اپنے خادموں کو جو اس وقت خدمت میں حاضر تھے وصیت فرمائی کہ

(اب میرا وقت آ گیا ہے۔ میں جہانِ فانی سے کوچ کرنے والا ہوں مجھے حق کا بلاوا آچکا ہے۔ میری رحلت کے بعد میرے جسدِ خاکی کو کوئی نہ چھونا۔ قاضی ابراہیم بیدر سے آئیں گے میری تجہیز و تکفین اُنہی کے ہاتھ سے ہوگی۔ اُن کے آنے کے بعد اُن سے کہنا کہ میری لاش کو مکان کے اندر سے اُٹھا کر صحنِ خانہ میں زیرِ سما تخت پر لٹا دیں اور کسی کو پاس نہ آنے دیں خداوند پاک کو جو منظور ہے وہ ہو رہے گا۔ بعدِ ظہورِ مشیت و بعدِ اطمینان عوام نماز جنازہ پڑھا کر سپردِ خاک کر دیں۔)

ادھر یہ وصیت فرمائی گئی اُدھر اُسی وقت قاضی ابراہیم صاحب کو عالم رویا میں حکم فرمایا کہ فوراً حاضر ہوں۔

اس وصیت و حکم کے بعد بتاریخ ۱۲ / جمادی الاولیٰ ۹۲۶ء یومِ پنجشنبہ قبل نماز فجر داعیِ اجل کو لبیک کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت انتقال آپ کی عمر شریف ایک روایت کے بموجب (۵۳) سال اور ایک روایت کے بموجب (۴۸) سال تھی۔ قاضی صاحب موصوف اُسی وقت خواب سے بیدار ہو کر حسبِ الحکم بہ سواری اسپ بیدر سے عازم بھونگیر ہوئے۔ یہ تصرف تو دیکھئے کہ فرطِ محبت میں قاضی صاحب نے عِ اندازِ چال میں رہے پائے نگاہ کا۔ کے مد نظر تخمیناً سو میل کا راستہ بسواری اسپ ایک ہی شب میں طے فرمایا

۱۔ محمود شاہ بہمنی نے ۸۹۹ء میں سلطان قلی کو تلنگانہ کی صوبہ داری کیساتھ ساتھ اس کی قدیم جاگیر میں گولکنڈہ اور ورنگل کا اضافہ کیا تھا۔ دکن کے سیاسی انتشار میں سلطان محمود کے انتقال کے بعد ۹۲۴ھ میں سلطان قلی نے خود مختاری کا اعلان کر کے گولکنڈے کو پایہ تخت بنایا اور سلطان قلی قطب شاہ کے نام سے موسوم ہو کر ۹۵۰ھ تک برسرِ حکمران رہا۔ (سب رس مرقع دکن صفحہ ۶۱) مذکورہ سنین اور حضرت جمال البحرؒ کی آمد و وفات کے سنین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ (بعدِ عزل حکومت رائے پرتاب جس کا آگے بیان ہو چکا ہے) قبلِ دورِ قطب شاہی بزمانہ محمود شاہ بہمنی تشریف لائے اور سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہی کے عہد میں رحلت فرمائے۔ فریس

اور علی الصبح بھونگیر پہنچے مگر افسوس کہ آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی حضرت قبلہ واصل بحق ہو چکے تھے اور آپ کا وجود مقدس محو خواب دائمی تھا۔ خاص و عام کے غم و اندوہ کی انتہا نہ تھی چاروں طرف غم و رنج و الم کی گھٹائیں چھا گئی تھیں۔ خدام نے حضرت کی وصیت قاضی صاحب موصوف کے گوش گزار کرنے کے بعد اولاً قاضی صاحب اور جملہ خدام نے ملکر مقام مقررہ پر اپنے ہاتھ سے مرقد اطہر تیار کیا من بعد قاضی صاحب نے حسب وصیت بلا استعانت غیرے حضرت کے جسد خاک کو صحن میں زیر سما تختے پر رکھ دیا اس کے کچھ دیر بعد خدا کی قدرت کا ظہور یوں ہوا کہ آسمان پر ابر رحمت محیط ہوا اور سلسلہ تقاطر شروع ہو گیا۔ اتنی بارش ہوئی کہ جسم اطہر تر ہو کر پانی بہنے لگا۔ اللہ اللہ خاصانِ خدا کی بھی کیا شان ہوتی ہے کہ اس سلسلہ تقاطر میں حضرت کا جسد شریف خود بخود آداب غسل کے موافق پہلو بدلنے لگا۔ اس طرح جب غسل شریف کی تکمیل ہو چکی تو ابر چھٹا۔ بارش رُکی۔ سب کے سب متحیر تھے کہ یا الہی یہ کیا معمرہ ہے۔ بالآخر بموجب وصیت قاضی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد حضرت کو بساطِ قرب میں پہنچایا گیا جہاں حورانِ بہشتی آپ کی منتظر تھیں۔ اس طرح یہ آفتاب ولایت دوسرے عالم میں متجلی ہوا۔ حضرت کے وصال فرمانے کے کچھ ہی دنوں بعد قاضی ابراہیم صاحب کا بھی انتقال ہو چکا جو درگاہ شریف کے بحیثیت متولی نگران تھے۔ قاضی صاحب نے بوقت انتقال اپنی اولاد کو خدمتِ مرقد ممدوح کی تاکید کی تھی اور درگاہ شریف کے پائیں دفن کرنے کی وصیت کی تھی۔ اب بھی موصوف کی قبر درگاہ شریف کے پاس قریب چبوترہ سماع خانہ شکستہ حالت میں موجود ہے اور آپ کی قبر پر مولوی محمد ضیاء اللہ زرخی القادری کے اشعار مع تاریخ موجود ہے۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی حضوری

روایت ہے کہ جب شہشاہ غازی محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کی حیدر آباد دکن کو

تشریف آوری ہوئی اُس زمانے میں حیدرآباد میں حضرت کے تصرفات و کرامات و فیوض و برکات کا شہرہ تھا اس لئے عالمگیر نے بھی دربار اقدس میں حضوری کا قصد فرمایا۔

شہنشاہ مغفور کا ایقان تھا کہ اولیائے کرام بحیات ابدی اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں۔ چنانچہ موصوف جب کسی مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے اور جواب سلام نہ ملتا تو اس کی تعظیم نہ فرماتے بلکہ صرف دعائے خیر کر دیا کرتے تھے۔

جب اس عالم باعمل شہنشاہ نے خلوص و عقیدت کے ساتھ دربار جمال البحر میں حاضر ہو کر بکمال ادب سلام عرض کیا تو اس کو اپنے ایقان کے بموجب جواب سلام ملا اور اس بادشاہ غازی نے نہایت عزت و تعظیم فرمائی۔

اسی ولی کامل صوفی اعظم ذی شرع شہنشاہ کے دور شاہی سے ہی حضرت کا عرس شہرت پذیر ہوا۔

جالی مبارک باؤلی و نقار خانہ

ابتداً کسی معتقد نے صرف مزار شریف کے موافق اندر کا پختہ حصہ تیار کیا تھا اس کے بعد کسی معتقد نے جو امراء دکن سے تھے اطراف جالی تیار کروائی جو بہت جلد منہدم ہو گئی۔ نذر قبول نہ ہونے کے تصور سے نواب صاحب بہت مغموم تھے کہ ایک شب حضرت جمال البحر نے عالم رویا میں دوسری مضبوط جالی تیار کروانے کی بشارت دی چنانچہ فی الفور غالباً ۱۰۰۱ء میں دوسری جالی تیار کروائی گئی جو قدیم جالی کے سقف سے ہم سقف کر دی گئی۔ تاریخ بنادروازہ کی پیشانی پر لکڑی میں کندہ تھی۔ چوبی تختی ناقص ہو جانے کی وجہ سے نکال

۱۔ تقریباً (۲۵) سے زائد عرصہ ہوا کہ قدیم دروازہ بھی نکال کر جدید دروازہ لگایا گیا اور جالی مبارک میں دائیں بائیں بھی دروازے لگائے جا کر جالی مبارک کے سامنے پختہ و رانڈہ ڈالا گیا۔ کتاب ہذا میں جو فوٹو ہے اس میں یہ ورائڈ انہیں ہے۔ یہ فوٹو قدیم ہے۔ اب کافی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔

دی گئی اس تختی کی عبارت کا پڑھنا بھی بہت مشکل تھا۔ تاہم ذیل میں اُس عبارت کی صورت نویسی کی جاتی ہے۔

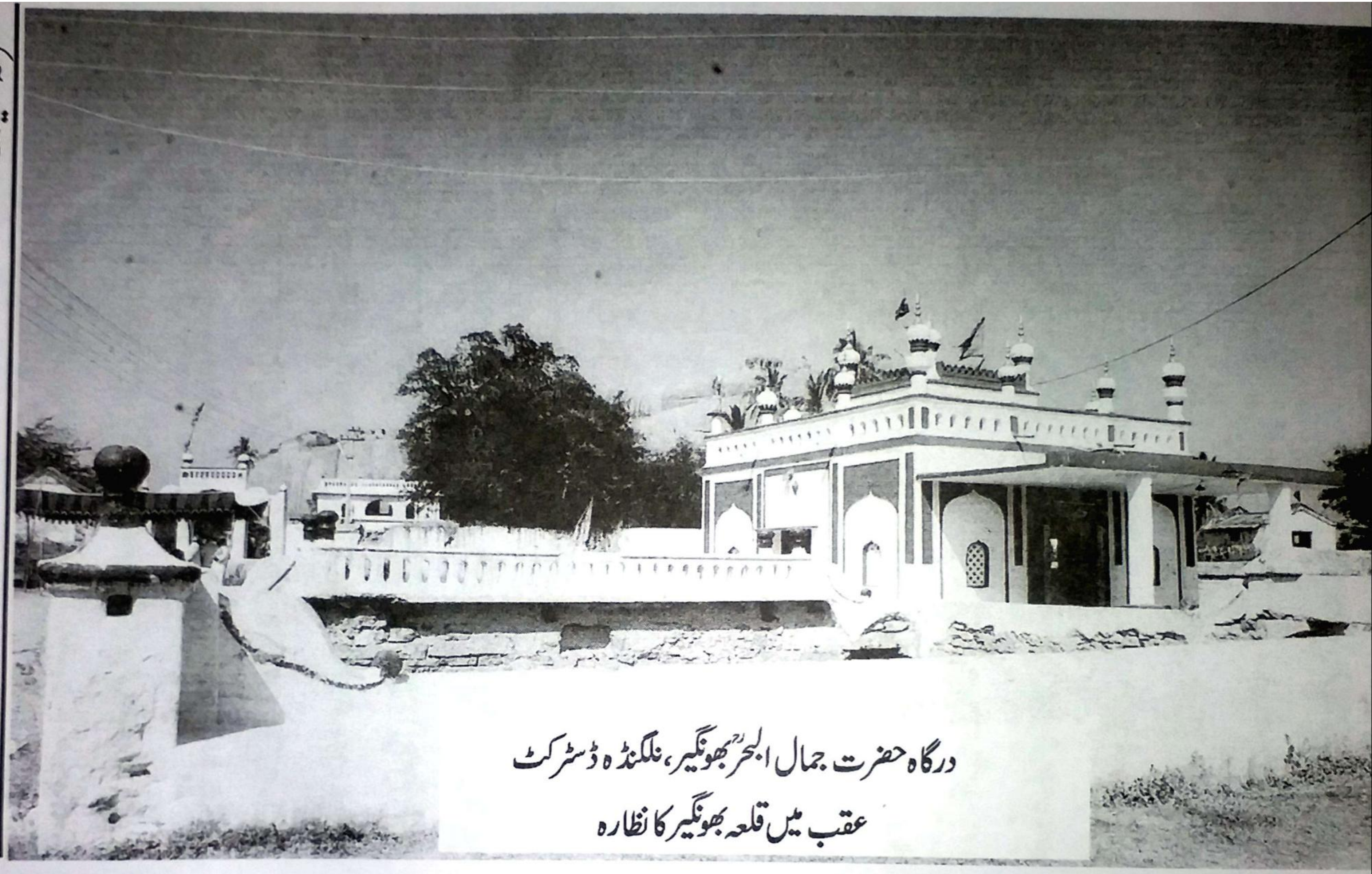
محمد اسکر رضوسب لطفہ بالمکیہ

۹۹۹ء

۱۰۰۱ء

درگاہ شریف کی جو پختہ باؤلی اور جو نقار خانہ اس وقت موجود ہے یہ ہر دو نواب ناصر الدولہ بہادر بادشاہ وقت نے اپنی خوش اعتقادی سے تعمیر کرایا تھا۔ زیارت کیلئے خود بہ نفس نفیس حاضر ہو کر نوبت و جاگیر گزرا نے کا قصد تھا۔ مگر اتفاقاً آنا نہ ہوسکا اور بقضائے الہی انتقال فرما گئے۔۔

اس کے بعد نواب بشیر الدین بہادر نے بموجب منت اپنے فرزند ارجمند نواب محمد معین الدین خان بہادر کی ولادت باسعادت کی مسرت میں درگاہ شریف پر حاضر ہو کر ۱۳۰۰ء میں نوبت گزرائی۔ اخراجات نوبت متعینہ کے لئے اپنی جاگیر سے یک موضع بصد اعتقاد ہمیشہ کیلئے داخل سرکار فرمادیا چنانچہ ہنوز بہ نگرانی متولی صاحب نوبت قائم ہے اور ماہانہ لگی ۶۴ روپیہ برائے اخراجات نقار خانہ سرکار سے مقرر ہیں۔ مزار انوار کی جالی کے باہر صحن درگاہ میں جو قبر ہے وہ حال متولی صاحب کے والد بزرگوار مولوی قاضی محمد جمال الدین صاحب کی ہے۔ آپ نے ۲۹/ رمضان ۱۳۳۲ء انتقال فرمایا آپ کے بعد آپ کے فرزند قاضی فضل علی صاحب صدیقی مسند سجادگی پر فائز ہوئے جو تاحال اپنے مفوضہ شرعی خدمات اور درگاہ شریف کی خدمت بخوبی انجام دے رہے ہیں۔



درگاہ حضرت جمال البحر بھونگیر، نلگنڈہ ڈسٹرکٹ
عقب میں قلعہ بھونگیر کا نظارہ